سوال

(74)کتنے گواہ ہوں کہ روزہ کے بارہ میں ان کی رؤیت کا اعتبار ہو سکتا ہے ؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کتنے گواہ ہوں کہ روزہ کے بارہ میں ان کی رؤیت کا اعتبار ہو سکتا ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

حدیث میں ہے :

(۱) ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ اَعرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اِنِّی رَئیتُ الْهِلَالَ یَعْنِیْ هِلَالَ رَمضَانَ فَقَالَ اَتَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ نَعَم قَالَ اَتَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ نَعَم قَالَ یَا بِلَالُ آذِّنْ فِی النَّاسِ اَنْ یَّصُوْمُوْا غَدًا رواہ ابو داوٗد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ والدارمی مشکوٰۃ))

’’یعنی ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ کہا میں نے چاند دیکھا ہے، یعنی رمضان کا چاند، آپ نے فرمایا : کہ تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پوجا کے لائق نہیں۔ اس نے کہا : ہاں! کہا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اس نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا : اے بلال! لوگوں میں اعلان کر دے کہ کل روزہ رکھیں۔‘‘

(۲) ((عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال ترا النا س الهلال فاخبرتُ رسول اللہ ﷺ إِنِّی رأیته فصام وامر الناس بصیامه رواہ ابو داوٗد والدارمی)) (مشکوٰۃ)

’’عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ لوگ چاند دیکھنے لگے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ میں نے بھی چاند دیکھا ہے، میری خبر پر آپ نے خود بھی روزہ رکھا۔ اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔‘‘

(۳) ((عن ربعی بن خراش عن رجل من اصحاب النبی ﷺ قال اختلف الناس فی اٰخر یوم من رمضان فقدم اعزا بیان فشهدا عند النبی ﷺ باللّٰہ لا هلال امس عینیة فامر رسول اللّٰہ ﷺ الناس ان یفطروا رواہ ابو داوٗد زواد فی روایة وان یغدوا الی مصلاهم ۔ منتقی الاخبار))

’’یعنی اخیر رمضان میں عید کے چاند میں لوگوں کا اختلاف ہوا۔ پس دو اعرابی آئے۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم نے کل چاند دیکھا ہے، رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ روزہ افطار کریں۔ اور صبح عید گاہ کی طرف نکلیں۔‘‘

(۴) ((عن عبد الرحمن بن زید بن الخطاب فی الیوم الذی شک فیه فقال الا انی جالست اصحاب رسول اللہ ﷺ وسأ لتهم وانهم حدثونی ان رسول اللہ ﷺ قال صوموا الرؤیته وافطر والرؤیته وانسکوالهاَ فان غم علیکم فاتموا ثلثین یوماً فان شهد شاهدان مسلمان فصوموا وافطر رواه احمد ورواه النسائی ولم یقل فیه مسلمان))

''عبد الرحمن بن زید نے اس دن خطبہ پڑھا۔ جس میں لوگوں کو شک ہوگیا۔ فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی مجالس کی ہے، اوران سے سوال وجواب کیا ہے، انہوں نے مجھے حدیث سنائی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چاند دیکھ کر روزہ رکھو۔ اور دیکھ کر افطار کرو۔ اوراس کی رؤیت کے مطیع رہو۔ اگر چاند پوشیدہ ہوجائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔ اگر دو مسلمان اس کی رویت کی گواہی دیں توان کی شہادت سے روزے رکھو، اور افطار کرو۔ اس کو احمد رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے، اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے، مگر اس میں مسلمان کا لفظ نہیں ہے۔''

(۵) ((عن امیر مکۃ الحارث بن حاطب قال عهد الینا رسول اللہ ﷺ ان ننسک للرؤیته فان لم نره وشهد شاهدا عدل نسکنا بشادتهما۔ رواه ابو داؤد والدار قطنی وقال هذا اسناد متصل صحیح۔ منتقی الاخبار))

''یعنی امیر مکہ حارث بن حاطب سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں وصیت کی کہ رؤیت کے مطیع رہیں۔ اگر چاند نظر آ جائے تو دو عادل شخصوں کی گواہی پر عمل کریں۔''

عیداور روزہ کے چاند میں فرق

ان روایتوں سے کئی مسائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ رمضان کے چاند اور عید کے چاند میں فرق ہے، عید کے چاند کی دو شہادت ہونی چاہیے۔ رمضان کے لیے ایک کی شہادت کافی ہے۔

۴کی حدیث میں اگرچہ دو کی شہادت کا ذکر ہے، لیکن نمبر ۱ اور نمبر ۳ کی احادیث میں چونکہ ایک کی شہادت بھی آ گئی ہے، اس لیے ایک بھی کافی ہے۔

اگر عید کے چاند کے لیے بھی کسی روایت میں ایک کی شہادت آ جاتی تو اس پر بھی عمل جائز ہوتا مگر جہاں تک ہمیں علم ہے کوئی ایسی روایت نہیں آئی۔ نیز عبادت ایک بوجھ ہے، اس کی شہادت میں کوئی خوش نہیں کہ شبہ کا احتمال ہو بخلاف عید کے چاند کے کہ عید ہونے کی وجہ سے اس میں شبہ ہے، اس لیے شہادت میں دو کا عہد مناسب ہے۔

مسلمان کی شہادت

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ شہادت مسلمان کی معتبر ہے، غیر مسلم کی شہادت کا اعتبار نہیں۔ نیز عادل ہونا بھی شرط ہے۔

تاربرقی اور ٹیلی فون

اوراسی سے تاربرقی اور ٹیلی فون کا حکم بھی معلوم ہوگیا۔ ٹیلی فون کے ذریعہ بات کرنے والا اگر مسلمان ہے، شرع کا پابند ہے۔ تو اس کی شہادت معتبر ہے۔ ورنہ نہیں۔ اور تاربرقی کی خبر میں چونکہ کوئی واسطے پڑتے ہیں۔ جن کا علم نہیں ہوتا کہ مسلمان ہے یا غیر مسلم، اگر مسلمان ہے تو عادل۔ شرع کا پابند ہے یا نہیں۔ اس لیے اس کا مطلقاً اعتبار نہیں۔ ہاں اگر تاروں کے ذریعہ سے خبر پہنچے جو حد تواتر کو پہنچ جائیں۔ تو اس وقت واسطہ خواہ کیسا ہی ہو۔ خبر معتبر ہوگی۔ (۱)

(۱) حافظ صاحب مرحوم نے غیر مسلم کی شہادت میں حد تواتر کی قید لگائی ہے۔ اور مولانا محمد اسمٰعیل سلفی گوجرانوالہ نے تار اور ٹیلی فون میں قرائن سے درجہ یقین حاصل ہونے کی شرط لگائی مطلب دونوں کا ایک ہی ہے۔ ۱۲۔ (سعیدی)

کیونکہ تواتر میں واسطے کے حال کو نہیں دیکھا جاتا۔ چنانچہ اصول حدیث میں یہ ثابت ہوچکا ہے، اور تواتر کےلیے کوئی عدد مقرر نہیں بلکہ جتنے عدد سے علم یقین ہوجائے وہی تواتر ہوگا۔ سو کسی جگہ زیادہ تعداد سے یقین ہوتا ہے، کسی جگہ تھوڑی تعداد سے۔ سو جتنی تاروں کے ذریعہ سے علم یقینی ہوجائے شبہ اور احتمال کی گنجائش نہ رہے۔ اتنی تعداد کا اندازہ کرلینا چاہیے۔ اور تعداد سے مراد یہ ہے کہ متعدد جگہ سے متعدد شخص تار دیں۔ نہ یہ کہ ایک ہی شخص بار بار تار دے۔ ان احادیث سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ اگر چاند نظر نہ آئے ن کوئی شہادت ہو تو تیس کی تعداد پوری کرلینی چاہیے اگر کوئی ایسی شہادت گزرے جو شرعاً معتبر نہیں۔ تو ایسے موقعہ پر شہادت دینے والا خواہ واقعہ میں سچا ہے، اس کو اپنی رؤیت پر عمل نہ کرنا چاہیے۔ بلکہ باقی لوگوں سے موافقت کرے، جس دن وہ روزہ رکھیں اُس دن روزہ رکھے۔ جس دن افطار کریں۔ اُس دن افطار کرے۔ بلکہ عیدالاضحیٰ کا بھی یہی حکم ہے۔ حدیث میں ہے :

((الصوم یوم تصومون والفطر یوم تفطرون والاضحیٰ یوم تضحون)) (ترمذی)

''یعنی روزہ کا دن وہی ہے، جس دن تم روزہ رکھو۔ اور افطاری کا دن وہی ہے، جس دن تم افطاری کرو۔ اور قربانی کا دن وہی ہے، جس دن تم قربانی کرو۔''

ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ اگر پہلے دن عید کی نماز کا موقعہ نہ ہو۔ اور رؤیت ہلال کی خبر دیر سے ملی تو عید دوسرے روز بھی ہوسکتی ہے۔ جیسے (۳) کی حدیث میں جملہ وان یغدوا الی مصلاہم سے ظاہر ہے یہ جملہ اگرچہ صحیح نہیں۔ مگر مسئلہ درست ہے، کیونکہ اس کی بابت ایک صریح روایت بھی آئی ہے، مشکوٰۃ میں ہے :

((ان رکبا جاوٴا الی النبی ﷺ یشھدون انھم راوٴا الھلال بالامس فامرھم ان یفطروا واذا اصبحوا ان یغدوا الی مصلاھم رواہ ابوداوٴد والنسائی))

''یعنی کئی سوار رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے عید کا چاند دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ روزہ افطار کریں، اور جب صبح کریں تو عید گاہ کی طرف نکلیں۔''

اس حدیث میں عید کا دوسرے دن پڑھنا صراحتہً مذکور ہے۔ مگر یہ ذکر نہیں کہ وہ سوار کس وقت آئے تھے۔ نہ یہ صریح کہ یہ حکم سب لوگوں کو تھا یا صرف سواروں کو تھا۔ منتقی میں ایک اور روایت آئی ہے۔ اس میں ذکر ہے کہ سوار دن کے اخیر حصہ میں آئے، اور اس بات کی بھی تصریح ہے کہ لوگوں کو حکم دیا۔ وہ حدیث یہ ہے کہ عمیر بن انس رضی اللہ عنہ اپنے کئی چچوں سے روایت کرتے ہیں کہ عید کا چاند ہم پر مشتبہ ہوگیا۔ صبح کو ہم نے روزہ رکھا۔ پس آخر حصہ دن میں کئی سوار آئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس گواہی دی کہ ہم نے کل چاند دیکھا ہے، رسول اللہ ﷺ نے افطار کا حکم دیا اور فرمایا کل عید کےلیے نکلیں۔ (فتاویٰ اہل حدیث روپڑی جلد ۲ ص ۵۴۱)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد 06 ص 192

محدث فتویٰ